OPEN ACCESS
SUJRIS
﴿ Swat University Journal of Religious & Islamic Studies ﴾
ISSN: 2959-5509
www.sujris.uswat.edu.pk

SUJRIS
Vol.:1, Issue: 2, Jul - Dec 2023 PP: 13-25

ٹریفک قوانین کی شرعی حیثیت اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پاکستان کے ٹریفک اصول کا تحقیقی جائزہ

Shariah status of traffic laws and a research review of Pakistan's traffic rules in the light of Islamic teachings

Asif Iqbal
Arabic Teacher, GCMHS Alpuri
Email: asifasifiqbal7@gmail.com

Abstract
One of the countless blessings of Allah is the gift of transportation. As time passed, humans invented vehicles to reduce travel difficulties. After this invention, humans needed a system to ensure the smooth operation of these vehicles and to determine responsibility and compensation in case of damage. The rules and regulations established to maintain order and organization among these vehicles are what we call the traffic system today. Compliance with traffic laws is part of a country's administrative laws, which aim to protect public welfare and safety, i.e., life and property. Islamic law has also emphasized the importance of following these laws. So, what is the Islamic status of these traffic laws, and is a Muslim bound to follow them? And if so, to what extent? This article attempts to explain the Islamic perspective on obedience to authority, procedures, traffic laws, compensation, and general rules for preventing and mitigating damage. Islam has guided us in this matter as well, and we can find fundamental guidance in the Quran and Hadith.

Keywords: *Shariah, Traffic law, Pakistan, Islamic Teachings.*

CC BY

تمہید

اللہ تعالی کے بے شمار نعمتوں میں سے ایک نعمت سواری ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسان نے سفری مشکلات کو کم کرنے کے لئے گاڑی ایجاد کی۔ اس ایجاد کے بعد انسان کو ایک ایسے نظام کی ضرورت پیش آئی جو ان سواریوں کی بلا تعطل روانگی میں مدد فراہم کریں اور نقصان کی صورت میں ضامن اور ضمان کا تعین کریں۔ ایسی سواریوں کی ترتیب اور نظام برقرار رکھنے کے لئے جو اصول اور قوانین بنائے گئے وہ آج ٹریفک کا نظام کہلاتا ہے۔ ٹریفک قوانین کی پابندی کسی ملک کے جائز انتظامی قوانین کا حصہ ہیں جو عوام کی فلاح و بہبود یعنی جان ومال کے تحفظ پر مبنی ہے ایسے قوانین میں رعایا کو شریعت نے تاکید کے ساتھ پابندی کا حکم دیا ہے اب ان ٹریفک قوانین کی شرعی حیثیت کیا ہے اور ایک مسلمان اس نظام کا پابند ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کس حد تک؟

زیر نظر آرٹیکل میں حاکم وقت کی اطاعت، طریق کار، ٹریفک قوانین کی شرعی حیثیت، ضمانت اور ضامن کے لئے مقرر کردہ شرعی قواعد، نقصان کو روکنے اور اسکے ازالے کے لئے قواعد عامہ کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اسلام نے اس سلسلے میں بھی ہماری رہنمائی کی ہے اور قرآن و حدیث میں ہمیں اس سلسلے میں اصولی ہدایات مل سکتی ہیں۔

اسلام میں حاکم کی اطاعت کا حکم:

دوسروں کی جان ومال کی حفاظت کے لیے شریعت محمدی نے حاکم کو اختیار دیا ہے۔ وہ اس کے لیے مختلف اقدامات اور قوانین وضع کرتا ہے۔ ان قوانین کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ وہ قوانین جو شریعت کے مخالف نہ ہوں اور کسی مصلحت پر مبنی ہوں:

اگر حاکم وقت ایسے قوانین وضع کرے جو شریعت محمدی کے معارض نہ ہوں اور کسی مصلحت پر مبنی ہوں جس کو مصالح مرسلہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور مصالح مرسلہ کے بارے میں جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ حجت شرعیہ ہے [1]۔ تو ان کی اطاعت کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ ذیل میں اس پر دلائل ذکر کیے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ"[2]

ترجمہ: اے مومنو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں ان کی بھی۔

اس آیت مبارک میں اولی الامر سے مراد امراء اور حکام ہیں، یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ [3] اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ [4] کو ایک جماعت کا امیر بنا کر جہاد کے لیے روانہ کیا۔[5]

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جو حاکم وقت کی اطاعت کرے، تو اس

نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی۔[6]

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

عَلَى المرء المسلم، الطَّاعَةُ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ، إِلَّا أَن يُؤْمَرَ بِمَعصِيَةٍ؛ فَمَن أُمِرَ بِمَعصِيَةٍ فَلَا طَاعَةَ[7]

ترجمہ: مسلمان کے لیے امیر کی اطاعت ضروری ہے خواہ یہ اس کو پسند کرے یا ناپسند البتہ اگر کسی معصیت کا حکم دے تو پھر اس کی اطاعت نہ کرے۔

ایک اور حدیث میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے امیر میں کوئی برائی دیکھے اور وہ اس کو ناگوار لگے تو اسے صبر سے کام لینا چاہیے کیونکہ جو شخص بالشت بھر بھی جماعت سے باہر ہوا اور مر گیا تو جاہلیت کی موت مرا۔[8] اسی طرح امام احمد بن حنبل (نے فرمایا: اگر کسی کو حاکم (امیر المؤمنین) بنایا گیا تو اس کی اتباع ہر اس شخص پر لازم ہے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو خواہ وہ نیکوکار ہو یا بدکار۔[9]

مشہور فقہی قاعدہ ہے:

تَصرف الإمَام بِالرَّعِيَّة منوط بالمصلحة[10]

یعنی امام اور حاکم وقت کا تصرف اور حکم رعایا کے لیے اس وقت معتبر ہوگا جب وہ کسی مصلحت پر مبنی ہو۔

۲۔ وہ قوانین جو شریعت کے مخالف ہوں:

دوسری قسم کے قوانین وہ ہیں جو قرآن وحدیث کے متعارض ہوں یا اسلامی اصولوں کے مخالف ہوں تو ان قوانین کی اطاعت کرنا گناہ ہوگا۔ ذیل میں اس پر دلائل ذکر کیے جاتے ہیں:

قرآن میں اللہ تعالیٰ والدین کی اطاعت کا ذکر کرتے ہیں کہ ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ اچھائی کا حکم دیا ہے حتی کہ انسان پر سب سے زیادہ حق والدین کا ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ترجمہ: اور اگر وہ تیرے در پے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرے جس کا تجھے کچھ بھی علم نہیں تو ان کا کہنا ماننا۔[11]

والدین جن کا انسان پر زیادہ حق ہے، ان کی اطاعت اور بات ماننا معصیت میں جائز نہیں تو حاکم کی اطاعت بھی صرف اور صرف ان قوانین میں ہوگا جو شریعت کے معارض نہ ہو۔ ایک حدیث میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی ایک جماعت کو جہاد پر بھیجا اور ان پر ایک امیر مقرر فرمایا، اس نے آگ جلا کر ان کو اس آگ میں کودنے کا حکم دیا۔ بعض صحابہ نے ارادہ کیا اور بعض نے اس سے انکار کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا پتہ چلا تو جنہوں نے آگ میں کودنے کا ارادہ فرمایا تھا ان کو ارشاد فرمایا کہ اگر آگ میں کود جاتے تو قیامت تک اس آگ میں ہوتے اور جنہوں نے انکار کیا ان کو ارشاد فرمایا کہ اطاعت صرف نیکی کے کام میں ہونی چاہیے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں۔[12]

ایک اور حدیث میں ارشاد نبوی ہے:

لا طَاعَةَ لِمَخْلُوق فِي مَعصِيَةِ الخَالِقِ۔[13]

ترجمہ: مخلوق کی اطاعت کرنا جائز نہیں جب وہ کسی معصیت کا حکم دے۔

مذکورہ ٹریفک قوانین قوانین اسلامی نقطہ نظر سے:

مذکورہ بالا تفصیل کی روشنی میں ہم ٹریفک کے قوانین کا جائزہ لیتے ہیں کہ ان قوانین کا تعلق کون سی قسم سے ہے، کیا یہ قوانین شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے معارض ہیں یا ان میں کوئی مصلحت موجود ہے؟

ٹریفک کے اصول و ضوابط حاکم لاگو کرتا ہے، ان میں دو باتوں کی رعایت رکھی جاتی ہے:

ان اصولوں کی خلاف ورزی کرنے سے ڈرائیور کی اپنی جان کو نقصان پہنچتا ہے یا دوسروں کو نقصان پہنچانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ شریعت محمدی نے اپنی جان کو یا دوسروں کو نقصان پہنچانے سے منع فرمایا ہے لہٰذا ان اصول و ضوابط کی اطاعت کرنا رعایا پر لازم ہوگا۔

پہلی قسم:

وہ قوانین جن کی خلاف ورزی کرنے سے اپنی جان کے نقصان کا خدشہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ: اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے۔[14]

علامہ ثعالبی اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ ہر وہ حالت جس کے کرنے سے جان کو خطرہ ہو اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے[15] اسی وجہ سے سیدنا عمرو بن العاص نے اس آیت کو دلیل بنا کر جنابت کی حالت میں ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے سے منع ہوئے اس میں نفس کے ہلاک ہونے کا خطرہ تھا۔[16]

حدیث میں ہے کہ جو شخص ایسے چھت پر سوئے جس کی چار دیواری نہ ہو اللہ تعالیٰ اس سے بری ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے لیکن جو شخص خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دے تو یہ ذمہ ساقط ہو جاتا ہے۔[17] اس قسم میں مندرجہ ذیل قوانین آتے ہیں:

ا۔ سیٹ بیلٹ کا استعمال:

اصل حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے ہی لیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: سو اللہ تعالیٰ ہی بہتر نگہبان ہے۔[18]

لیکن چند تدابیر ایسے ہوتے ہیں جو ماتحت الاسباب حفاظت کے لیے اختیار کرنا لازمی ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ اوپر گزر چکا کہ بغیر چار دیواری والے چھت پر سونے والے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سخت وعید سنادی ہے، اسی طرح سیٹ بیلٹ کا باندھنا بھی ہے کہ اس پر عمل نہ کرنے سے جان کو نقصان کا خدشہ زیادہ ہوتا ہے، لہٰذا اس کی رعایت بھی ضروری ہے۔

۲۔ مقررہ حد رفتاری کی پابندی کرنا:

حکومت کی جانب سے رفتار کی ایک حد مقرر ہوتی ہے۔ اس حد کو پار کرنے میں جان کے نقصان کا خدشہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی رعایت رکھنا بھی ضروری ہے۔

تیز رفتاری کرنا شریعت میں بھی ناپسندیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں عبادالرحمٰن کی صفت بیان کی ہے. ترجمہ: جو

زمین پر نرمی کے ساتھ چلتے ہیں۔[19]

ایک حدیث میں ہے:

التاني من اللهِ، وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ[20]

یعنی وقار اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور جلدی شیطان کی طرف سے ہے۔ لفظ 'التانی' بنیاد ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں لوگوں کی تیز رفتار منع کرنے کے لیے فرمارہے ہیں، خاص طور پر جب سڑک پر گاڑیوں کا رش زیادہ ہو، ایسے موقع پر چلنے میں آہستگی اختیار کرنا اور بے جا جلد بازی سے بچنا مسلمان کے عمدہ اخلاق میں سے ہیں۔ تیز رفتاری دوسروں کو ڈرانے کا سبب بھی بنتا ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ حدیث میں ہے:

لا يحل لمسلم أن يُرَوّع مُسلِما[21]

یعنی کسی بھی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کو ڈرائے۔

۳: ڈرائیونگ کے دوران موبائل فون کا استعمال سے گریز:

موبائل فون کا استعمال بھی جان کے نقصان کا سبب بنتا ہے۔

۴۔ ہیلمٹ پہن کر موٹر سائیکل چلانا:

یہ بات واضح ہے کہ بغیر ہیلمٹ کے گاڑی چلانے سے جان کو خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔ لہٰذا مندرجہ بالا احادیث کے وعید میں بغیر ہیلمٹ کے موٹر سائیکل چلانا بھی داخل ہے۔

۵: غیر محفوظ حالت میں گاڑی نہ چلانا:

غیر محفوظ حالت سے مراد نیند، نشہ یا بیماری کی حالت ہے، کیوں کہ ان تمام صورتوں میں جان کو خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔

۶: ٹریفک سگنلز کی خلاف ورزی نہ کرنا:

حکومت نے لوگوں کی جانوں کی حفاظت کی خاطر لائٹس لگائیں ہوتے ہیں جن کو ٹریفک سگنلز کہتے ہیں، ان کی خلاف ورزی کرنے سے جان کا نقصان ہے۔

۷: رف قسم کی ڈرائیونگ سے اجتناب کرنا:

حکومت نے خراب گاڑی کے چلانے پر پابندی عائد کی ہے کیوں کہ یہ بھی جان کے نقصان کا سبب بنتا ہے۔

دوسری قسم:

ٹریفک کے وہ قوانین جن میں دوسروں کو نقصان کا خدشہ ہو۔ دوسروں کو نقصان پہنچانے سے شریعت محمدی اللہ وسلم نے ہمیں سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے اور کامل مومن وہ ہے جس سے لوگوں کا خون اور جان محفوظ ہو۔[22]

ایک اور روایت میں سیدنا عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ لہ اسلام کو دیکھا کہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے فرمارہے ہیں: تو کیا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کس قدر اچھی ہے، تو کتنی عظمت کا خاوند اور تیری حرمت کتنی عظیم ہے، اس

ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، مؤمن کی حرمت اور اس کے مال و جان کی حرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیری حرمت سے بڑھ کر ہے۔[23] لہٰذا دوسروں کی جان و مال کی حفاظت ہر مسلمان کے ذمہ ہے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص مسلمانوں کو راستوں میں تکلیف دیتا ہے تو اس پر لوگوں کی لعنت واجب اور لازم ہو جاتی ہے۔[24] تکلیف دینے سے مراد راستے میں گندگی پھیلانا ہے، مثلاً قضائے حاجت کرنا یا کوئی پتھر وغیرہ گرانا۔ علامہ راغب کے نزدیک اذی کا معنی جسمانی تکلیف دینا ہے[25]، لہٰذا اس سے مراد کسی کو جسمانی تکلیف دینا ہے۔[26]

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

إِنَّ اللہَ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا[27]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس شخص کو عذاب میں مبتلا کرتا ہے جو لوگوں کو دنیا میں (ناحق) تکلیف دیتا ہو۔

ایک اور روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دو لعنت زدہ اشخاص سے بچو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اس سے کون مراد ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جو لوگوں کے راستے یا سایہ دار جگہوں میں پیشاب کرتے ہیں۔[28]

مذکورہ بالا تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ دوسرے مسلمان کو کسی بھی قسم کی تکلیف دینا عذاب الٰہی کا سبب بنتا ہے۔

دوسری قسم میں مندرجہ ذیل قوانین آتے ہیں:

۱۔ ممنوعہ علاقہ میں ہارن نہ بجانا اور اس کا بے جا استعمال نہ کرنا:

ممنوعہ علاقے سے مراد ہسپتال یا اسکول وغیرہ ہیں کہ جس میں مریضوں کو ہارن بجانے سے تکلیف ہو، اسی طرح ہارن کا بے جا استعمال ممنوع ہے کیوں کہ اس میں لوگوں کو انتہائی تکلیف ہوتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص اپنے غصے اور کینے کا اظہار مسلمانوں کے راستوں میں کرتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور تمام لوگ لعنت بھیجتے ہیں۔[29] لوگوں کو راستوں میں تکلیف دینے کے بارے میں کتنی سخت وعید آئی ہے۔

۲۔ ایمبولنس کو راستہ دینا:

ایمبولنس کو عربی میں سیارۃ الاسعاف کہا جاتا ہے۔ یہ گاڑی مریضوں کے لیے خاص ہوتی ہے، اس کا راستہ بند کرنا بھی ضرر سے خالی نہیں۔ اس میں چونکہ مریض کی حالت نازک ہوا کرتی ہے جس کو ہسپتال بروقت پہنچانا لازمی ہوتا ہے اس لئے ایسی گاڑیوں کو راستہ دینا ہر مسلمان بلکہ ہر انسان کی ذمہ داری ہے

۳۔ کسی بلڈنگ کے گیٹ کے سامنے پارکنگ نہ کرنا:

بلڈنگ کے گیٹ کے سامنے گاڑی کھڑی کرنا دوسروں کی تکلیف کا سبب بنتی ہے۔

۴۔ دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کا استعمال سے گریز کرنا:

دھواں چونکہ صحت کے لیے مضر ہے، اس وجہ سے حکومت نے اس قسم کی گاڑی کے استعمال سے منع کیا ہے جو زیادہ دھواں چھوڑنے والی ہو۔

۵۔ دوسری گاڑی کو راستے کا حق دینا:

دوسری گاڑی کو راستہ نہ دینے سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: مومنو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کھل کر بیٹھو تو کھل بیٹھا کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو کشادگی بخشے گا۔[30]

آیت صرف مجلس کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تفسح سے مراد تمام وہ مقامات ہیں جہاں مسلمان کو خوش کرکے خیر خواہی ممکن ہو۔[31] لہٰذا دوسری گاڑی کو راستہ دینا بھی اس میں داخل ہے اور اس کا راستہ بند کرنا ''ضرر'' میں زمرے میں آتا ہے جو کہ ناجائز ہے۔

۵۔ گاڑی کی غلط پارکنگ اور مخالف سمت پر گاڑی کا نہ چلانا:

راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا خواہ وہ پتھر اور کانٹا ہو یا کوئی گاڑی وغیرہ کیوں کہ یہ تمام چیزیں دوسروں کو تکلیف کا ذریعہ بنتی ہیں۔ اسی طرح گاڑی کو غلط پارک کرنا یا یک طرفہ ٹریک پر مخالف سمت سے گاڑی چلانا جو کہ دوسروں کو تکلیف دینے سے خالی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستے سے تکلیف وہ چیز کے دور کرنے کو ایمان کے شاخوں میں سے قرار دیا ہے۔[32] صحیحین کی روایت جو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، جس میں تکلیف دہ چیز ہٹانا صدقہ ہے۔[33] ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے راستے سے کانٹے کی ایک شاخ کو دور کیا، اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی۔[34] صحیح مسلم کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جنت میں ایسے شخص کو چلتے پھرتے دیکھا جس نے راستے سے تکلیف دہ درخت کو راستے سے کاٹ دیا تھا۔[35] لہٰذا گاڑی کو غلط پارک کرنا یا مخالف سمت سے گاڑی چلانا جائز نہ ہوگا۔

ٹریفک حادثات اور ضمان

جان اور مال کی حفاظت ان پانچ بنیادی ضروریات میں سے ہے جن کی اسلام نے ہر حال میں حفاظت کی ہے۔ اور انہیں ہر طرح کے خطرے سے محفوظ کیا ہے۔[36] اور انسانی نفس کو پہنچنے والے نقصانات کے ازالے کے لئے دیت مقرر فرمائی ہے۔ جبکہ مالی نقصانات کے ازالے کے لئے ہرجانہ مقرر فرما کر نفس اور مال کی حفاظت فرمائی۔ پس دوسروں کو جانی اور مالی نقصان پہنچانا حرام ہے اور اس کی حرمت قرآن اور سنت سے ثابت ہے۔

ضمانت اور ضامن کے لئے مقرر کردہ شرعی قواعد:

ا: نقصان کو روکنے اور اسکے ازالے کے لئے قواعد عامہ ۲: نقصان اور ضامن کے تعین لئے خصوصی قواعد

نقصان کو روکنے اور اسکے ازالے کے لیے قواعد عامہ:

قاعدہ نمبرا: لا ضرر ولا ضرار: (نہ کسی کو ابتداء نقصان پہنچایا جائے اور نہ بدلے میں)

یہ قاعدہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ نقصان کے مقابلہ میں نقصان کرنا جائز نہیں سوائے حدود و قصاص کے۔ اور جس کا نقصان ہوا ہے وہ اگر چاہے تو معاف کردے یا نقصان کا ہرجانہ وصول کرلے۔ پس جس کی گاڑی کو ٹکر لگی ہے اس کے مالک کو چاہیے کہ وہ یا تو ٹکر مارنے والی گاڑی کے مالک سے نقصان کا ہرجانہ لے، یا اسے معاف کردے۔ جس گاڑی کو ٹکر لگی ہے اس کے مالک کے لیے یہ جائز نہیں کہ اپنی گاڑی سے دوسرے فریق کی گاڑی کو ٹکر مار کر بدلہ لے کیونکہ شریعت میں جان بوجھ کر

نقصان نہ کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔[37]

قاعدہ نمبر ۲: الضرر یزال **(نقصان کا ازالہ کیا جائے گا)**

حقوق خاصہ کے باب میں اس قاعدہ کی تطبیق ایسے کی جا سکتی ہے کہ جس گاڑی والے نے اپنی گاڑی دوسرے کی گاڑی سے ٹکرائی ہے وہ اس دوسرے متاثرہ شخص کے نقصان کا ازالہ کرے گا۔

قاعدہ نمبر ۳: المرور فی الطریق مباح بشرط السلامۃ فیما یمکن الاحتراز عنہ۔

یہ قاعدہ فقہاء کے نزدیک متفق ہے۔ اور اس قاعدے کے تحت سڑک سے استفادہ حاصل کرنا ہر انسان کا حق ہے چاہے وہ پیدل ہو یا سواری پر ہو لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ دوسروں کے لیے ضرر کا باعث نہ ہو۔ لیکن اگر وہ اس شرط کی مخالفت کرتا ہے تو وہ گنہگار ہوگا اور اسکے نتیجے میں ہونے والے نقصان کا ذمہ دار بھی وہی شخص ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> إياكم والجلوس بالطرقات فقالوا يا رسول الله ما لنا من مجالسنا بد نتحدث فيها قال فإذا أبيتم إلا المجلس فأعطوا الطريق حقه . قالوا وما حق الطريق يا رسول الله قال غض البصر وكف الأذى ورد السلام والأمر بالمعروف والنهي عن المنكر۔[38]

ترجمہ: راستوں میں بیٹھنے سے اجتناب کرو۔ یہ سن کر بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے لئے راستوں میں بیٹھنے کے علاوہ کوئی اور چارہ کار نہیں ہے جہاں ہم باتیں کرتے ہیں۔ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جب تمہارے پاس مجبوری کی بناء پر بیٹھنے کے علاوہ کوئی دوسری صورت نہیں تو پھر اس کا حق ادا کرو۔ یعنی اگر ایسی صورت ہو کہ راستے میں بیٹھنے سے اجتناب کرنا تمہارے لئے ممکن نہ ہو اور تمہیں ایسی جگہ بیٹھنا پڑے جو راستہ پر واقع ہو تو راستے کا حق ادا کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ راستے کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا: نگاہیں نیچی رکھنا۔ (یعنی غیر محرم عورتوں حرام چیزوں پر نظر نہ ڈالنا)، ایذا رسانی سے باز رہنا۔ (یعنی راستہ تنگ کرنے یا کسی اور طرح سے گزرنے والوں کو ایذاء نہ پہنچانا)، سلام کا جواب دینا اور لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر انسان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ عام سڑک سے فائدہ اٹھا سکتا ہے لیکن دوسروں کے لیے ضرر اور نقصان کا باعث نہ بنے۔

نقصان اور ضامن کے تعین لئے متعین کردہ چند فقہی قواعد:

قاعدہ نمبر ۱: المباشر ضامن وان لم یکن متعدیا

یہ قاعدہ فقہاء کے نزدیک متفق علیہ قاعدہ ہے۔ مجلّہ الأحکام العدلیہ میں یہ قاعدہ "المباشر ضامن وان لم یتعمد" یعنی نقصان کرنے والا ضامن ہے اگرچہ اس نے وہ نقصان جان بوجھ کر نہ بھی کیا ہو" کے الفاظ کے ساتھ مذکور ہے۔ اور یہاں متعمد سے مراد زیادتی لی جائے گی کیونکہ مالی نقصان ہر حالت میں ادا کرنا ہوتا ہے چاہے وہ قصداً ہو یا بلا قصد۔ فرق صرف اتنا ہے کہ قصداً نقصان کی صورت میں کرنے والا گناہ کا مستحق بھی ہوگا۔ اسی لیے چھوٹے بچے اور پاگل، دیوانے کے ہاتھوں ہونے والے نقصان پر ان پر گناہ نہیں لیکن پھر بھی ان کے سرپرست سے نقصان کا معاوضہ لیا جاتا ہے کیونکہ اسلام کسی بھی نقصان کو نظر انداز نہیں کرتا۔[39] اسی طرح گاڑی سے ٹکر مارنے والا ہر قسم کے نقصان کا ضامن ہوگا چاہے وہ نقصان قصداً ہو یا بلا قصد بس

فرق صرف اتنا ہے کہ قصد کی صورت میں وہ گناہ گار ہو گا۔ اور بلا قصد والے پر صرف نقصان کا ازالہ ہو گا جیسا کہ حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إن الله تجاوز لأمتي الخطأ والنسيان، ومااستكرهوا عليه"[40]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے میری امت سے بھول چوک اور زبردستی کروائے گئے کام) معاف کر دیئے ہیں"۔

ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "اس حدیث میں ناسی (بھول جانے والے) اور مخطی (غلطی کرنے والے) پر گناہ اس لیے نہیں کہ ان کی نیت نقصان پہنچانے کی نہیں تھی۔[41]

ابن غانم البغدادی فرماتے ہیں کہ " نقصان کرنے والا ضامن ہو گا چاہے وہ بلا قصد ہی نقصان کا مرتکب کیوں نہ ہوا ہو"۔[42]

نقصان کرنے والے کا ضامن ہونے میں عمد کی شرط ہونا لازم نہیں چاہے اس کا عمل اصلا ممنوع ہو یا وہ حکومت کی طرف سے ممنوع قرار دیا گیا ہو جیسا کہ تیز رفتاری یا سرخ اشارے پر گاڑی نہ روکنا وغیرہ۔

اوپر ذکر کیا جاچکا ہے کہ مباشر (یعنی نقصان کرنے والا) ہر حال میں ضامن ہو گا تو یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ مباشر کا صحیح مفہوم کیا ہے۔ فقہاء نے مباشر کی تعریف یوں کی ہے کہ: "مباشر وہ شخص ہے جو نقصان میں براہ راست ملوث ہو"۔[43]

اور مباشر میں مکلّف ہونے کی شرط نہیں ہے مثلاً اگر کوئی نابالغ بچہ گاڑی چلا رہا ہو اور اس سے حادثہ ہو جائے تو ایسی صورت میں تمام تر ذمہ داری اس بچہ پر عائد کی جائے گی۔ جیسا کہ زہری اور قتادہ رحمہم اللہ نے فرمایا کہ:

"مضت السنة ان عمد الصبي والمجنون خطأ"

" سلف میں یہ سنت جاری رہی ہے کہ بچے اور پاگل کا عمدا کام بھی غلطی اور خطا میں شمار ہو گا"۔[44]

یہاں ایک بات قابل ذکر ہے کہ حادثہ کی صورت میں جانچ پڑتال بہت احتیاط سے کرنی چاہیے تاکہ طرفین میں سے کسی پر بھی ظلم نہ ہو۔

قاعدہ نمبر ا: اذا اجتمع المباشر والتسبب يضاف الحكم الى المباشر

یعنی اگر مباشر اور متسبب جمع ہو جائیں تو حکم مباشر پر ہو گا۔ یہاں مباشر اور متسبب کی تعریف کرنا ضروری ہے۔

مباشر: جس سے براہ راست نقصان ہوا ہو۔

متسبب: جس سے بلاواسطہ نقصان ہوا ہو۔

مثال: اگر ایک شخص نے کنواں کھودا اور اس کنویں میں کسی دوسرے شخص نے کسی کا جانور پھینک دیا تو اس صورت میں مباشر وہ ہو گا جس نے جانور پھینکا اور جس نے کنواں کھودا وہ شخص متسبب ہوا۔

دوسری مثال: ایک شخص نے چور کو کسی کے مال کے بارے میں بتایا اور چور نے وہ مال چوری کر لیا تو ایسی صورت میں ہاتھ صرف چور کا کاٹا جائے گا کیونکہ وہ مباشر ہے جبکہ راہ دکھانے والے کو تعزیرا سزا دی جائے گی کیونکہ وہ سبب ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

یہ بات مسلم ہے کہ حکم اپنے وجود اور عدم وجود میں علت کے گرد گھومتا ہے نہ کہ حکمت کے، یعنی جب علت پایا جائے تو

حکم بھی پایا جائے گا ورنہ نہیں، مثلاً ٹریفک کے قوانین میں سے یہ ہے کہ سرخ سگنل (ٹریفک سگنلز میں سے) کے وقت رکنا ہے لہٰذا رکنا حکم ہے اور سرخ سگنل علت ہے، جب کہ اکسیڈنٹ سے بچنا حکمت ہے۔ اگر سڑک پر کوئی گاڑی بھی نہ ہو لیکن سگنل سرخ (یعنی علت موجود) ہے تو رُکنا لازم ہے اگرچہ ایکسیڈنٹ (جو کہ حکمت ہے) کا کوئی خطرہ نہ ہو۔[45]

ہماری ذمہ داریاں:

ٹریفک کے قوانین سے متعلق ہم پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ان قوانین پر عمل پیرا ہوں تاکہ راستے کا حقوق ادا کرکے تمام لوگوں کی جان و مال محفوظ رہے۔ ان قوانین کے حوالہ سے پولس اہلکاروں سے بھی بھرپور تعاون کرنا چاہئے۔ ان قوانین کو پامال کرنے والا معاشرے کی توہین کا مرتکب اور اس کو نقصان پہنچانے کے درپے ہوتا ہے جبکہ اس کی پاسداری کرنے والا اپنی جان و مال کے ساتھ دوسروں کی حفاظت کرتا ہے۔

نتائج:

1. حاکم کی اطاعت ان احکامات میں ضروری ہے جو شریعت کے متصادم نہ ہو، ان میں ٹریفک کے قوانین شامل ہیں۔
2. انسانی جان بہت ہی قیمتی ہے خواہ وہ اپنی ہو یا دوسروں کی، اس کی حفاظت لازم ہے۔
3. اگر جان کا خطرہ نہ ہو تب بھی دوسروں کو تکلیف دینا جائز نہیں ہوگا۔
4. قانون کا احترام ہر صورت میں لازمی ہے خواہ اس میں کوئی حکمت ہو یا نہ ہو۔
5. ایک اچھے شہری اور اچھے مسلمان کی حیثیت سے ہماری ذمہ داری ہے کہ قوانین کا احترام کرکے اپنے اور دوسروں کی جان و مال کی حفاظت کریں۔
6. حاکم کے لیے جائز ہے کہ وہ مالی سزا بھی لاگو کر سکتا ہے اور جسمانی سزا بھی۔
7. اگر مباشر (براہ راست نقصان کرنے والا) اور متسبب (جو کسی وجہ سے واقعہ کا سبب بنا) جمع ہو جائیں تو حکم مباشر پر ہو گا۔

تجاویز:

1. حکومت وقت کو چاہئے کہ قوانین کی آگہی کے لیے ایسے اقدامات کرے جس سے لوگ ان قوانین سے آسانی سے خبر دار ہو سکے۔
2. ٹریفک سے متعلق شعور کی بیداری کے لئے نصاب میں ٹریفک قوانین سے متعلقہ مضامین شامل کرنا چاہیئے تاکہ مستقبل میں ٹریفک حادثات سے بچا جاسکے۔
3. گاڑی کا فٹنس سرٹیفیکیٹ جاری کرے جس کے بغیر گاڑی کا چلانا ممنوع ہو۔
4. گنجان آباد علاقوں میں ایمبولنس کے لیے الگ راستے بنائے جائیں جس کی وجہ سے لوگوں کی جانیں محفوظ ہوں۔
5. بغیر لائسنس اور کم ڈرائیوروں کے خلاف مقدمات کے اندراج اور گرفتاری کا فیصلہ کریں۔
6. روڈ کے اطراف، مارکیٹوں کی ناجائز تجاوزات اور گاڑیوں کی غلط پارکنگ بھی ٹریفک حادثات کا باعث بنتی ہیں لہٰذا حکومت وقت سیفٹی رولز پر مکمل عمل درآمد کرائیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

1 علم اصول الفقہ، عبدالوہاب خلاف، ص ۸۵، دار القلم کویت

2 سورۃ النساء، ۴ : ۹۵

3 آپ کا پورا نام عمار بن یاسر بن عمار بن مالک بن کنانہ بن قیس بن الوزیم العنسی ہے۔ بدری صحابی رسول ہیں۔ والدہ کا نام سمیہ جو کہ کبار صحابیات میں سے ہیں۔ سابقین اولین میں سے دو صحابہ ایسے ہیں جن کے والدین اسلام کی روشنی سے منور ہوئے تھے، ان میں ایک عمار بن یاسر اور دوسرے سیدنا ابو بکر ہیں۔ [سیر اعلام النبلاء، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد الذہبی، ج ۱، ص ۴۱۰، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۰۵ھ = ۱۹۸۵ء]

4 سیدنا خالد بن الولید بن المغیرۃ بن عبد اللہ، کنیت سلیمان، والدہ کا نام عصماء ہے۔ غزوہ بدر، احد اور خندق میں مسلمانوں کے خلاف لڑے، فتح مکہ کو اسلام قبول کیا، سیدنا عمر بن الخطاب کے زمانہ خلافت ۲۰ ہجری کو ۶۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ [الطبقات الکبری، ابو عبد اللہ محمد بن سعد، ج ۷، ص ۲۸۰، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۰ھ = ۱۹۹۰ء]

5 تفسیر الماوردی، ابوالحسن علی بن محمد الماوردی، ج ۱، ص ۵۰۰، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

6 صحیح مسلم، مسلم بن حجاج بن مسلم، ج ۳، ص ۱۳۶۶، رقم ۱۸۳۵، دار احیاء التراث العربی، بیروت

7 تفسیر الطبری، ج ۸، ص ۵۰۳

8 صحیح البخاری، ج ۹، ص ۷۴، حدیث نمبر: ۷۰۵۴

9 شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ، ابو القاسم ہبۃ اللہ بن الحسن الالکائی، ج ۱، ص ۱۷۵، رقم ۳۱۷، دار طیبۃ، السعودیۃ، ۱۴۲۳ھ = ۲۰۰۳ء

10 المنثور فی القواعد الفقہیۃ، بدرالدین محمد بن عبداللہ الزرکشی، ج ۱، ص ۳۰۹، وزارۃ الاوقاف الکویتیۃ، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء

11 سورۃ لقمان، ۳۱: ۱۵

12 صحیح مسلم، ج ۳، ص ۱۴۶۹، رقم ۱۸۴۰

13 امام ترمذی نے یہ روایت قتیبہ کے حوالہ سے سیدنا ابن عمر سے نقل کی ہے اور اس پر صحیح کا حکم لگایا ہے۔ [سنن ترمذی، محمد بن عیسی الترمذی، ج ۴، ص ۲۰۹، رقم ۱۷۰۷، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ الحلبی، مصر، ۱۳۹۵ھ = ۱۹۷۵ء]

14 سورۃ النساء، ۴ : ۲۹

15 تفسیر الثعالبی، ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد الثعالبی، ج ۲، ص ۲۲۴، دار احیاء التراث العربی، ۱۴۱۸ھ

16 پوری حدیث یہ ہے:

عن عمرو بن العاص قال : احتلمت في ليلة باردة في غزوة ذات السلاسل فأشفقت إن انتسات ان اہلک قيمت، ثم صليت با سحابي الصبح فذكروا ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال: «يا عمرو صليت بأصحابك وانت جنب؟» فأخبرته بالذي منعني من الاغتسال وقلت إني سمعت الله يقول : ولا تقتلوا انفسكم إن الله كان بكم رحيا فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يقل شيئا (سنن ابی داؤد، ج ۱، ص ۹۲ ، رقم ۱۳۳۴)

17 فاتح شرح مشکاۃ المصابیح، ابو الحسن علی بن محمد، ج ۷، ص۲۹۸۱، رقم ۴۷۰۲، دار الفکر، بیروت، لبنان، ۱۴۲۲ھ = ۲۰۰۲ء

18 سورۃ یوسف، ۱۲ : ۶۴

19 سورۃ فرقان، ۲۵ : ۶۳

20 مکارم الاخلاق، ابو بکر محمد بن جعفر الخرائطی، ج ا، ص ۲۲۸، رقم ۶۸۶، دار الافاق العربیۃ، قاہرہ، ۱۴۱۹ھ = ۱۹۹۹ء

21 ابو داؤد نے اس حدیث کو محمد بن سلیمان الانباری کے حوالہ سے عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے نقل کی ہے۔ [سنن ابی داوٗد، ج ۴، ص ۳۰۱، رقم ۵۰۰۴]

22 امام ترمذی نے اس حدیث کو قتیبہ کے حوالہ سے سیدنا ابو ہریرہ سے نقل کرکے حسن صحیح کا حکم لگایا ہے۔ (سنن ترمذی، ج ۵، ص ۷ ا بر قم ۲۶۲۷)

23 امام ابن ماجہ نے یہ حدیث ابو القاسم بن ابی ضمرہ کے حوالہ سے سید نا عبد اللہ بن عمر سے نقل کیا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، ج ۲، ص ۱۳۹۷، در قم : ۳۹۳۲)

24 علامہ طبرانی نے اس حدیث کو عبدان بن احمد کے حوالہ سے سید نا حذیفہ بن اسیدؓ سے نقل کی ہے۔ المعجم الکبیر، سلیمان بن احمد الطبرانی، ج ۳، ص ۱۷۹، رقم ۳۰۵۰، مکتبۃ ابن تیمیہ، قاہرہ، ۱۴۱۵ھ = ۱۹۹۴ء]

25 المفردات فی غریب القرآن، ابوالقاسم الحسین بن محمد، ج 1، ص ۷۱، دار القلم الدار الشامیۃ، دمشق، بیروت، ۱۴۱۲ھ

26 سبل السلام، محمد بن اسماعیل، ج ا، ص ۱۰۹، دار الحدیث

27 صحیح مسلم، ج ۴، ص ۲۰۱۷، رقم : ۲۶۱۳

28 صحیح مسلم، ج ا، ص ۲۲۶، رقم ۲۶۹، باب النہی عن التخلی فی الطرق والظلال

29 امام حاکم نے اس حدیث کو ابو بکر بن اسحاق کے حوالہ سے سید نا ابو ہریرہ سے نقل کرکے حدیث عزیز کا حکم لگایا ہے۔ المستدرک علی الصحیحین، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، ج ا، ص ۲۹۶ رقم ۲۶۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۱ھ = ۱۹۹۰ء]

30 سورۃ المجادلۃ، ۵۸ : ۱۱

31 مفاتیح الغیب، ابو عبد اللہ محمد بن عمر رازی، ج ۲۹، ص ۴۹۴، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۰ھ

32 صحیح المسلم، ج ا، ص ۶۳، رقم : ۳۵

33 صحیح البخاری، ج ۴، ص ۵۶، رقم : ۲۹۸۹

34 صحیح البخاری، ج ا، ص ۱۳۲، رقم ۶۵۲، باب فضل التہجیز الی الظہر

35 صحیح مسلم، ج ۴، ص ۲۰۲۱

36 الموافقات للشاطبیؒ، امام شاطبیؒ، ج ۲، ص ۱۰

37 شرح القواعد الفقہیہ، احمد الزرقانی، ص ۱۱۳

38 صحیح بخاری، رقم : ۲۳۳۳

39 النہایۃ فی غریب الحدیث، ج ۳ ص ۱۳۶

40 سنن ابن ماجہ، رقم : ۲۰۴۴

41 جامع العلوم والحکم، ص ۴۵۶

42 مجمع الضمانات۔ ابن غانم، ج ا، ص ۳۴۵

43 شرح الاشباہ والنظائر، ابن نجیم، ج۱، ص، ۴۶۶

44 مصنف عبدالرزاق، رقم: ۱۸۳۹۱

45 اصول افتاء، مفتی تقی عثمانی، ص۲۴۱، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، پاکستان، ۱۴۳۳ھ = ۲۰۱۲